روز دیکھنے کے بعد بھی وجود باری میں شک کرے۔ وہ بہائم سے بدتر اندھا ہے اور ہر
احمق سے زیادہ احمق ہے۔

تعجب ہے کہ ایک اچھا انسان جو علم و فضیلت کا مدعی ہو وہ کس طرح ایسے ناقص
کلمے زبان پر لانے گوارا کر سکتا ہے اور ایسے گمراہ کے ساتھ کس طرح اسکی محبت و دوستی
باقی رہ سکتی ہے۔

یورپ کی سمی ہوا جس کا زہریلا اثر عقائد کو تو اس طرح برباد کرتا ہے اور اعمال و اخلاق
و جذبات کی تباہی و فنا اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے ناموس کو غارت کرنے پر آمادہ ہوا
ہے یورپی زندگی کے دلدادہ لڑکیوں کو اسکولوں کی تعلیم دلانے پر مصر ہے اور انہیں
بے قید صحبت میں اپنی نگرانی سے دور رکھنا گوارا کرتے ہیں اس کے تلخ تجربے اور صدہا ناقص
نتیجے نظر کے سامنے آ چکے ہیں مگر مردہ غیرت میں حرکت نہیں۔ حمیت میں زندگی کی رمق
باقی نہیں رہی سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہیں اور پھر اپنے ناموس و آبرو کے صندوق کو
گرداب خطر میں ڈالتے ہیں۔ روزمرہ اخباروں میں عبرتناک واقعات چھپتے ہیں مگر افسوس
ہے کہ مغربی طریق زندگی کے پسند کرنیوالے ان سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ (السواد الاعظم
مرادآباد ماہ صفر [illegible])

مناظرہ لاہور کی روداد

مناظرہ لاہور میں اہلسنت کی متین و مبین کامیابی کی پیہم اطلاعات جو مرادآباد میں پہنچ رہی
تھیں انہوں نے مسلمانان مرادآباد کو حضرت حجۃ الاسلام پیشوائے اہلسنت عالم اجل
فاضل اکمل حضرت مولینا الحاج المولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم کے دیدار
کا آرزومند بنا رکھا تھا دیدار فرحت آثار کے تمنائی گھڑیاں گن رہے تھے حضرت ممدوح
کی خدمت میں استدعا کی گئی تھی کہ پنجاب سے واپس ہوتے وقت اخلاص کیشان

مرادآباد کو دیدار سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔

۹ر فروری کو شب کے ۱۰ بجے تار سے اطلاع ملی کہ حضرت ممدوح صبح ۷ بجے پنجاب میل سے رونق افروز ہوں گے۔ موسم سرما میں ۱۰ بجے شب کو لوگ سو جاتے ہیں کسی کو اطلاع دینے اور خبر کرنیکا موقع بھی نہ تھا لیکن باوجود اسکے صبح کو میل کے پہنچنے کے وقت مسلمانوں کی کثیر تعداد جس میں عمائد و علما اور ہر طبقہ کے مسلمان تھے اسٹیشن پر موجود تھی۔ والنٹیروں کی ایک جماعت جھنڈیاں لئے ہوئے منشی شوکت حسین صاحب شوکت کی سرکردگی میں صف بستہ تھی۔ مجمع دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑے اہتمام بلیغ سے حضرت کی تشریف آوری کا اعلان کیا گیا ہے۔ گاڑی آئی اور حضرت حجۃ الاسلام اور آپکے برادر حقیقی مفتی ہند مولینا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب دام مجدہٗ اور جناب مولینا مولوی عبدالحق صاحب رئیس پیلی بھیت رونق افروز ہوئے مرحبا کی صداؤں اور تکبیر کے نعروں سے فضا گونج اٹھی پھول نثار کئے گئے اور موٹروں میں آپکا جلوس اسٹیشن سے روانہ ہو کر بازار شاہی مسجد اور منڈی چوک سے گذرتا ہوا مدرسہ عالیہ اہلسنت وجماعت مرادآباد میں پہنچا موٹر آراستہ کئے گئے تھے راستہ میں جابجا مدحیہ نظمیں خوش آوازی سے پڑھی جاتی تھیں لوگ پھول برساتے تھے عطر اور پان پیش کرتے تھے ہجوم کثیر تھا۔ بڑے شان و شکوہ کے ساتھ حضرت کی سواری مدرسہ میں پہنچی تمام مجمع بیٹھ گیا اور حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے مسلمانان مرادآباد کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام اور انکے برادر حضرت مفتی ہند کی تشریف آوری و رونق افروزی کا شکریہ ادا کیا اور آپکے دینی خدمات اور حمایت ملت کے کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے طول حیات و کثرت فیوض و برکات کی دعا کی۔

حضرت حجۃ الاسلام نے نہایت فصیح عبارت میں حضرت صدر الافاضل کی تقریر

کا اظہار تشکر و امتنان کے ساتھ حمایہ دیا۔ پھر مدحیہ نظمیں پڑھی گئیں جلسہ نے بہت داد دی یہ مجلس دعا پر ختم ہوئی۔ اور شب کے جلسہ کا اعلان کر دیا گیا۔ غب کو لوگ کثرت سے آنا شروع ہوئے اور عشاء کے وقت مدرسہ کا وسیع مکان سامعین سے کھچا کھچ بھر گیا۔ ہزار ہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ اول نعت شریف ہوئی پھر مولوی قاضی احتشام الدین مراد آبادی نے ایک دلپذیر اور موثر تقریر کی جس سے مجمع نے بہت کیف کیا۔ اسکے بعد حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کا بیان شروع ہوا اور حضرت نے وہ حقائق و دقائق بیان فرمائے جن سے شکوک و اوہام کے خلاف نیست و نابود ہو گئے اور قلوب کو اطمینان حاصل ہوا۔ مناظرہ لاہور کے متعلق بیان فرمایا کہ مولوی اختر علی صاحب کی حیثیت ایک ملزم کی حیثیت ہے جس پر اعلیحضرت امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ نے حکم شرع جاری فرمایا اور علماء مکہ و مدینہ وغیرہ نے اسکی تصدیق کی کسی مجرم کو حق نہیں ہے کہ وہ حاکم شرع کو مناظرہ کی دعوت دے باوجود اسکے بار بار مولوی اختر علی صاحب سے انکی مراد دریافت کی گئی اور وہ سالہا سال میں بھی اپنے کلام کی کوئی ایسی توجیہ نہ پیش کر سکے جو انہیں کفر سے بچا سکتی اب حکم شرع جاری ہو جانیکے بعد ان کیلئے صرف یہی گنجائش باقی رہتی ہے کہ وہ اپنے ان کفری کلمات سے بالاعلان بیدریغ صاف اور واضح طور پر توبہ کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے متارکت کر دینی چاہئے۔ ان کی جماعت پر بھی لازم ہے کہ وہ انہیں توبہ کرنے پر مجبور کریں تاکہ انکی عاقبت بھی درست ہو اور ہندوستان کے مسلمان اس خانہ جنگی سے بھی امن پائیں جو تھانوی صاحب کی ہٹ اور ضد کی بدولت مسلمانوں کو برباد کر رہی ہے اللہ کے سامنے سر نیاز جھکانا اور اس کے حضور توبہ کرنا بندہ کیلئے شرم کی بات نہیں لیکن افسوس ہے کہ نہ مولوی اختر علی صاحب اسوقت تک توبہ پر آمادہ ہوئے اور نہ انکی جماعت نے انہیں اس

پر مجبور کیا بلکہ بجائے اسکے وہ رات دن شر انگیزی اور تفرقہ پردازی میں سرگرم رہتے ہیں شعبان میں حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے تھے ابھی وہاں علماء اہلسنت پہنچے بھی نہ پائے تھے کہ دیوبندی صاحبوں نے مناظرہ کی دعوت دیدی اور فیصلہ کن مناظرہ کے اعلان شائع کر دیئے۔ حزب الاحناف کے اراکین نے مسلمانوں کو اس پروپیگنڈے کے زہریلے اثر سے بچانے کیلئے دیوبندیوں کی دعوت مناظرہ کو منظور کر لیا لیکن باوجودیکہ دیوبندی جماعت نے مولوی منظور سنبھلی و مولوی اسمعیل سنبھلی کو بلا لیا تھا۔ پھر بھی وہ مناظرہ کیلئے آمادہ نہ ہوئے اور انہوں نے بجائے گفتگوئے مناظرہ کے التوائے مناظرہ کی رائے پیش کی اور کہا کہ ۱۵ شوال کو حضرت مولٰینا حامد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے درمیان مناظرہ ہو جائے۔ ان دونوں صاحبوں میں ہر ایک کو اختیار ہے کہ خواہ وہ خود مناظرہ کریں یا مناظرہ کے لئے اپنا وکیل مقرر کریں جو فریق بھی مناظرہ کے لئے نہ آئے اور اپنا وکیل بھی نہ بھیجے اس کی شکست سمجھی جائیگی اور اسکے ہم خیال اسکو چھوڑ دینگے اس قرارداد کے منظور ہونے کے بعد ایک دنیا اس فیصلہ کن مناظرہ کی منتظر تھی اور ۱۵ شوال کا ہر حصہ ملک بےچینی سے انتظار ہو رہا تھا دیوبندی جماعت نے اپنے آپکو مناظرہ سے بچانے کی بہت کوششیں کیں کہیں تو اپنے ہم خیال اخبار انقلاب میں مناظرہ کے خلاف مضمون چھپوائے اور مناظرہ رکنے اور پیکنگ لگانے کیلئے نوجوانوں کو بہلایا کہیں ثالثوں کی خوشامد درآمد کر کے انہیں مجبور کیا کہ وہ مجمع عام میں آنے پر راضی نہ ہوں اور جب دیکھا کہ اہلسنت کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتے وہ وہابیوں کی اس تجویز پر بھی راضی ہیں کہ دس دس آدمیوں میں مناظرہ ہو جائے تو انھوں نے ثالث سے ایسے مجمع خاص کی شرکت کا بھی انکار کرا دیا۔

سر اقبال کی اس انکار کی موجود ہے جو لاہور میں ۱۷ شوال کو مجمع عام میں

پڑھکر سنا دی گئی۔ یہ بھی تدبیر نہ چلی اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب
دام مجدہم نے لاہور پہنچ اپنی تشریف آوری کا اعلان شائع فرمایا اور کہ ۱۴ تاریخ ۱۰ ار
بجے دن کے مولوی اشرفعلی صاحب یا انکا وکیل مجاز مقام مناظرہ مسجد وزیر خان
میں حاضر ہو جائے ہزارہا آدمی اس مناظرہ کے دیکھنے کیلئے آئے، بمجبوری وہابیہ
کی جماعت کو مقام مناظرہ میں پہنچنا پڑا۔ ان میں تو چند مولوی احمد علی وغیرہ پنجاب
کے صاحبان دیوبندیت تھے اور مولوی منظور سنبھلی اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں
پوری یوپی سے گئے ہوئے تھے۔ مولانا مفتی سید احمد صاحب ناظم حزب الاحناف نے
مجمع میں فرمایا کہ میرے اور دیوبندیوں کے درمیان جس مناظرہ کی قرار داد تھی آج اس
کی تاریخ آگئی اور الحمد للہ اہلسنت کے پیشوائے جلیل حضرت حجۃ الاسلام مولینا حامد
رضا خاں صاحب دامت برکاتہم مع جماعت کثیرہ علماء اہلسنت کے جلسہ میں رونق افروز
ہیں فریق مقابل مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی یا انکے وکیل مجاز کو پیش کرے
جسکو انہوں نے اپنی طرف سے باضابطہ مناظرہ کا وکیل بنایا ہو اور سند وکالت مہری
و دستخطی دی ہو۔ مجمع منتظر تھا کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا کوئی وکیل پیش ہو کیونکہ
یہ تو سب کو معلوم تھا کہ مولوی اشرفعلی صاحب خود تو نہیں آئے ہیں لیکن اسوقت
دیوبندی صاحبان کسی کو انکے وکیل کی حیثیت سے بھی پیش نہ کر سکے ایک میلا سا
کاغذ نکالکر دکھایا جس میں چار وہابی مولویوں کو عبارت حفظ الایمان کی تفہیم
کے لئے وکیل بنانیکا ذکر تھا یہ تحریر مولوی اشرفعلی صاحب کی بتائی جاتی تھی
وہابیوں کی ہمت پر آفرین ہے کہ انہوں نے اس تحریر کو وکالت مناظرہ کی سند قرار
دیکر مجمع عام میں پیش کر دیا۔ اس پر مجمع میں جو ہنسی ہوا خیزی ہوئی اور حاضرین
نے اس خفیف الحرکاتی کو جس حقارت کی نظر سے دیکھا اس سے لاہور کا بچہ بچہ واقف
ہے اور وہابیوں میں اگر کوئی غیرت مند ہے تو اسوقت کی ذلت کو کبھی فراموش نہ

کرینگا۔ اہلسنت کیطرف سے مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ مناظرہ کا وکالت نامہ لاؤ تفہیم اور رد شغوگوئی
کی وکالت کا یہاں کچھ کام نہیں مگر وہاں تھانوی صاحب نے مناظرہ کا وکیل ہی کسکو کیا تھا
جو کوئی مناظرہ کا وکالت نامہ پیش کر سکتا۔ ادھر سے مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ کہ لاؤ وکیل مناظرہ
دکھاؤ مناظرہ کا وکالت نامہ۔ لیکن جب وہ نہ دکھا سکے اور مجمع نے دیکھ لیا کہ مولوی اشرفعلی
صاحب نے کسی کو مناظرہ کا وکیل نہیں بنایا ہے اور نہ کوئی تحریر وکالت مناظرہ کی لکھی ہے
تو مولوی حشمت علی صاحب نے فیصلہ کن مناظرہ کی مسلم اور مانی ہوئی مقبول فریقین فتح
کا اعلان کر دیا کہ الحمد للہ یہ اہلسنت کی بین و اپنی فتح ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد
رضا خاں صاحب تشریف فرما ہیں، اور نہ مولوی اشرفعلی صاحب خود آئے نہ انہوں نے
کسی کو مناظرہ کا وکیل بنا کر بھیجا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس پر کسی طرح پردہ نہیں ڈالا جا سکتا
پنجاب میں تو دیوبندیوں کی اس شکست کا افسانہ بچہ بچہ کی زبان پر ہے اور لاہور کے ہزارہا
مسلمانوں نے وہابیوں کی اس بیکسانہ شکست کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے دوسرے
مقامات کے مسلمانوں کو وہابی مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اس کا
کیا جواب ہے کہ جب مولوی اشرفعلی صاحب نہیں آئے تو انکی طرف سے کسی شخص کے
نام مناظرہ کا وکالت نامہ ہوتا جب اسکو بھی وہابی نہ پیش کر سکے اور نہ آج بھی پیش کر سکتے ہیں
تو وہ کس منہ سے اس شکست کا انکار کرینگے بلکہ اسکے بعد وہابیہ نے مولوی منظور سنبھلی
کو اپنی طرف سے مولوی اشرفعلی کا وکیل مقرر کر کے عملاً اعتراف کر لیا کہ مولوی اشرفعلی
کیطرف سے کوئی شخص بھی مناظرہ کیلئے وکیل نہیں کیا گیا تھا پھر مولوی منظور کو وکیل مقرر
کرنے کیلئے جو عبارت خود وہابیہ نے لاہور میں لکھی وہ جاتی ہے کہ مناظرہ کی وکالت نامہ کی
یہ عبارت ہونی چاہیئے اور جب مولوی اشرفعلی نے یہ عبارت لکھکر نہیں دی تو یہ دعوی
کرنا کہ انہوں نے کسی شخص کو مناظرہ کا وکیل بنایا محض غلط اور فریب دہی ہے پھر وہابیوں
کے مقرر کردہ وکیل مولوی منظور بھی دو روز خرافات ہی میں الجھتے رہے اور اشتعال انگیزی

کی باتیں کر کے کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح فساد ہو جائے کسی طرح مناظرہ سے جان
بچے بالآخر اپنے فریق کی طرف سے امن کی ذمہ داری اٹھانیکا اعلان کر کے چلتے ہو گئے
اور پولیس کو اپنی خفت و فرار کی آڑ بنالیا تمام مجمع ایسے ہی قائم رہا اہلسنت کے شام تک
اور شام کے بعد رات کے تین بجے تک جلسے ہوتے رہے اور کوئی چوں کرنیوالا ہی نہ تھا لیکن
وہابیہ کو وہاں ٹھہرنا محال ہو گیا تھا اور انہیں بھاگ جانیکے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا مولوی
منظور اور مولوی اسمٰعیل اور مولوی ابوالوفا کا مولوی حشمت علی کے مقابلہ سے بھاگ جانا
اور مجمع عام سے بدحواس ہو کر اسطرح چل پڑنا کہ نہ سلام نہ کلام نہ یہ گفتگو کہ کیوں جاتے ہیں
کہاں جاتے ہیں قیامت تک لوگ بھلا نہ سکینگے یہ کوئی جوہر بھی مولوی حشمت علی صاحب کیلئے
قابل فخر نہیں ہے کیونکہ وہابیہ کی اس جماعت میں کوئی ایک بھی انکے مقابلہ کا نہ تھا۔ مولوی
منظور کو بار بار انکے مقابلہ میں شکست ہو چکی ہے لیکن اگر مولوی اشرفعلی بھی آتے اور وہ بھی
اسطرح بھاگتے یا بالکل لاجواب ہو کر رہجاتے تو بھی ہمارے یہ بات قابل فخر نہ تھی۔

ہماری تمام نقل و حرکت اور ہمارے اس اجتماع اور محنت کی کفایت صرف اتنی
ہی تھی کہ وہابیہ اپنی غلطی کو محسوس کریں اور تائب ہو جائیں اگر انہیں اسکی توفیق ہوتی
اور وہ انصاف اور خدا ترسی کیساتھ جرأت و دلیری سے اعتراف قصور کر کے سچی توبہ کرتے
تو اس سے برصغیر کی خانہ جنگی مٹ جاتی اور یہ بات ہمارے لئے قابل مسرت ہوتی اس
مجمع سے صرف اتنا فائدہ تو ہوا کہ بہت سے عوام جو ان صاحبوں کی صورتوں سے دھوکہ
کھائے ہوئے تھے انپر انکی حقیقت حال کھل گئی لیکن ہمارا مطمح نظر اس سے بھی بلند ہے
اور ہم ابتک چاہتے ہیں کہ کوئی صورت ایسی ہو کہ تھانوی صاحب بھی اپنے کلمات کی خطاؤں
پر نظر کریں اور تائب ہوں اور ہندوستان کے مسلمانوں کی خانہ جنگی مٹ جائے آدمی
کتنا ہی سخت دل ہو مگر کسی نہ کسی وقت اپنے دل میں انصاف کرتا ہے اور اپنے رب
کے سامنے ندامت کے ساتھ اعتراف جرم کر کے توبہ کر لیتا ہے۔

مولوی اشرفعلی صاحب نے جو کلمے حفظ الایمان میں لکھے ہیں انسے ہندوستان کی مسلم آبادی قریب قریب کل کی کل رنجیدہ اور غمگین ہے سوائے چند دیوبندی خیال لوگوں کے سب کے دلوں میں یہ کلمے نوک نشتر سے زیادہ تیز لگتے ہیں عرب وعجم کے تمام علماء اس عبارت کو کفر بتاتے ہیں۔ ہندوستان میں اس عبارت نے فتنہ بپا کر رکھا ہے گھر گھر جنگ چھڑی ہوئی ہے لیکن تھانوی صاحب اپنی ہٹ دھرمی میں اپنی ضد میں ابتک توبہ کیطرف مائل نہیں نہ انکی جماعت انپر توبہ کیلئے زور ڈالتی ہے ایسے حالات میں بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ مسلمان اس جماعت سے ترک تعلقات لازم سمجھیں اور اپنے آپکو وہابیوں کی شرر افشانیوں سے محفوظ رکھیں تھانوی صاحب اور انکے امثال اور انکی جماعت کے اس طرز عمل کا یہ نتیجہ ہے کہ کفار جری ہو گئے اور آئے دن ہندوستان و بیرون ہندوستان میں سیاہ باطن لوگ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناقص کلمات لکھکر اور دل آزار خلاف تہذیب انداز اختیار کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہے اور مسلمانوں کو انکے خلاف احتجاجی صدائیں بلند کرنا پڑتی ہیں اس سے پہلے غیر مسلموں کو یہ جرأت نہ تھی ؏

اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

پھر بھی جب مسلمان ناراضی کا اظہار کرتے ہیں تو اکثر وہ کفار اپنے لفظوں کو واپس لیتے ہیں، معافیاں مانگتے ہیں غیر مسلم حکومت انکے ان رسالوں پرچوں کتابوں کو ضبط کرتی ہے ممنوع الاشاعت قرار دیتی ہے لیکن کسقدر رنج کی بات ہے کہ کھلے ہوئے کافر متعصب عیسائی اور آریہ تو اپنے ناقص کلمات واپس لیں اور مسلمانوں سے معافی مانگیں غیر مسلم انکا ساتھ نہ دے لیکن مسلمانوں کی پیشوائی کا مدعی مسلمانوں کی سالہا سال کی تڑپ اور بے چینی کی پرواہ نہ کرے اور اسکی زبان سے کلمہ توبہ نہ نکلے وہ اپنے کلموں کو واپس نہ لے اس کی قوم کا کوئی ایک فرد بھی اسکو معافی مانگنے اور توبہ کرنے پر آمادہ نہ کرے۔

(السواد الاعظم مراداباد۔ ربیع الآخر و جمادی الاولی ۱۳۵۲ھ)